وظیفۂ زیست

علیؑ کے ذکر کو اے دل وظیفہ زیست کا کر لے
غنیمت ہے جو دم ہے، طاعتِ ربِ علیٰ کر لے
مودّت پیش کر اجرِ رسالت کو ادا کر لے
مدینے جانے سے پہلے طوافِ کربلا کر لے
تری منزل ہو کچھ، لیکن اگر جنت میں جانا ہے
ولائے مرتضیٰؑ رکھ دل میں، طے راہِ وفا کر لے
وہ دردِ معصیت ہو یا مرض آلامِ دنیا کا
درِ شبیرؑ سے خاکِ شفا لے کر دوا کر لے
خلوص دل سے ہو وہ بندگی ہو یا عزاداری
عمل بھی بے ریا ہو، دل کو بھی بے مدعا کر لے
بشر کا صبر ہے پیمانۂ خوشنودیٔ باری
بقدرِ ساغرِ تسلیم تحصیلِ رضا کر لے
جھکا دے سر، درِ سبط نبیؐ بابِ اجابت ہے
دعا بھی مانگ لیکن فکرِ تاثیر دعا کر لے
تجھے اہل جہاں کو فکر کی دعوت بھی دینی ہے
عقیدت دل میں رکھ ماتم بھی لیکن برملا کر لے
عزائے شاہ میں کٹتی ہے یوں تو زندگی ماتیؔ
محرم آگیا تجدیدِ پیمانِ وفا کر لے

سلام

رنگِ گلشن فصلِ گل کے ساتھ جاتا ہی رہا
اشکِ خوں شہ کی عزا میں رنگ لاتا ہی رہا
زلزلہ بنیادِ جسم و جاں میں آتا ہی رہا
ماتم شاہِ شہیداں دل ہلاتا ہی رہا
موتیوں سے جھولیاں بھرلیں فرشتوں نے مگر
میں غمِ شبیرؑ میں آنسو بہاتا ہی رہا
ماتم شبیرؑ کی بات اور ہی ہے ورنہ میں
گھر کے آلامِ جہاں میں مسکراتا ہی رہا
باطل اپنا روز ہی نقشہ جماتا ہے مگر
حق ہمیشہ نقشِ باطل کو مٹاتا ہی رہا
روضۂ شہ دیکھ کر جنت سے آنکھیں پھیر لیں
میں یہیں کا ہو رہا، رضواں بلاتا ہی رہا
زندگی ماتیؔ کی یوں گذری کہ مدحِ شاہ میں
اہل دل کو نت نئے نغمے سناتا ہی رہا

قطعہ

تجھ کو کچھ معلوم ہے اے نوعِ انساں کس لئے
اس قدر قربانیاں شبیرؑ نے کی ہیں پسند
امتیازِ ملک و نسل و قوم و ملت توڑ کر
عالم انسانیت کو شہ نے فرمایا بلند